اَلْحَمْدُلِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

وبالسند المتصل منی الی الامر الھمام یقول العبد الفقیر ذوالفقار احمد حدثنی حضرۃ الاستاذ حافظ القران والحدیث مولانا محمد جعفر بن محمد امیر قال حدثنی حضرۃ الاستاذ مولانا شیخ محمد مالک کاندھلوی نور اللہ مرقدہ قال حدثنی ابی محمد ادریس قال حدثنی ابی محمد اسمعیل قال حدثنی علی بن الظاھر الوتری المدنی قال حدثنی محمد عابد قال حدثنی احمد بن العجلی قال حدثنی قطب الدین قال حدثنی احمد بن عبد اللہ قال ھدثنی المعمر الشیخ یوسف ھروی المشھور بسہ صد سالہ قال حدثنی محمد بن شاد قال ھدثنی یحیی بن عمار قال حدثنی محمد بن یوسف الفربری رحمھم اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ قال حدثنی الشیخ الامام الحافظ الحجۃ امیر المومنین فی الحدیث وسید المحدثین ابو عبد اللہ محمد بن اسمعیل بن ابراھیم بن المغیرۃ الجعفی البخاری رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ باب:قول اللہ تعالیٰ ونضع الموازین القسط وان احمال بنی ادم وقولھم یوزن وقال مجاھد القسطاس العدل بالرومیۃ ویقال القسط المقسط وھوالعادل واما القاسط فھو الجائر حدثنی احمد بن اشکاب حدثنا محمد بن فضل عن عمارۃ بن القعقاع عن ابی زرعۃ عن ابی ھریرۃ قال قال النبی ﷺ کلمتان حبیبتان الی الرحمن خفیفتان علی اللسان ثقیلتان فی المیزان سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم۔

سُبْحَانَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَ۔ وَسَلَامٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ ۔وَالْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

بخاری شریف کی آخری حدیث مبارکہ تلاوت کی گئی ہے۔امام بخاریؒ اس باب میں سب سے پہلے قرآن مجید کی یہ آیت لائے ہیں:

وَ نَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ (الانبیآء:47)

اس آیت مبارکہ میں قیامت کے دن میزانِ عدل قائم ہونے کا تذکرہ ہے۔

قیامت کا تصور:۔

یہ بات ذہن نشین رہے کہ قیامت کا تصور تمام امتوں میں اجمالی طور پر رہا ہے۔لیکن امتِ محمدیہ کو اللہ تعالیٰ نے قیامت کے بارے میں تفصیلی علم عطا فرمایا۔چنانچہ قرآن مجید کی ایک صورت کا نام بھی اَلْقِيَامَة ہے۔

قیامت کے دن کی اہمیت:

اللہ تعالیٰ نے قیامت کے دن کو ایک بہت بڑا سانحہ اور وقوعہ کہا۔چنانچہ ارشاد فرمایا:

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ ۚ اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيْمٌ (الحج:1)

اور دوسری جگہ فرمایا:

عَمَّ يَتَسَآءَلُوْنَ ۝ عَنِ النَّبَاِ الْعَظِيْمِ (النبا:2-1)

ان دونوں آیتوں میں قیامت کے دن کو ایک بڑا واقعہ کہا گیا۔علامہ شبیر احمد عثمانیؒ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب بڑے کسی چیز کو بڑا کہیں تو وہ بہت بڑی ہوتی ہے۔اللہ رب العزت، جو مالکِ کائنات ہیں، خالقِ کائنات ہیں، وہ اس واقعہ کو ایک بہت بڑا واقعہ فرما رہے ہیں۔اس سے آپ اندازہ لگائیں کہ قیامت کے دن کی کیا اہمیت ہے؟

قرآن مجید میں قیامت کے دن کے بہت سارے نام ہیں۔ یہ مختلف نام بھی اس کی اہمیت پر دلیل ہیں۔

کہیں اس کو یَوْمٌ عَسِیْرٌ (المدثر: 9) کہا۔

کہیں اس کو یَوْمِ الدِّیْنِ (الفاتحہ: 3) کہا۔

کہیں اس کو یَوْمُ التَّغَابُنِ (التغابن: 9) کہا

کہیں اس کو یَوْمَ الْحَسْرَةِ (مریم: 39) کہا

یہ طے شدہ بات ہے کہ قیامت کا دن آنا ہے۔

قیامت کیسے آئے گی؟

یہاں طالب علم کے ذہن میں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ قیامت کیسے آئے گی؟ اس کے دو جواب ہیں:

(۱) دینی نقطۂ نظر:

دینی نقطۂ نظر سے تو اس کا یہ جواب ہے کہ جس پروردگار نے انسان کو عبادت کے لیے دنیا میں بھیجا، وہ ان کے اعمال کا بدلہ دینے کے لیے ان کو قیامت کے دن اکٹھا فرمائے گا۔ تاکہ اچھے اعمال کرنے والوں کو ان کا اجر ملے اور برے اعمال کرنے والوں کو ان کی سزا ملے۔ اگر یہ تصور نہ ہو تو انسان نیکی کیوں کرے گا؟ برائی سے انسان کیوں بچے گا؟

(۲) سائنسی نقطۂ نظر:

سائنسی نقطہ نظر سے دیکھا جائے تو سائنس دانوں کے اس کے متعلّق مختلف نظریات ہیں۔

☆ بعض سائنسدانوں کا نظریہ یہ ہے کہ زمین کے اوپر ہر روز شہاب ثاقب گرتے ہیں۔ ان کو Metroits (میٹرائٹس) کہتے ہیں۔ دس ہزار ٹن ملبہ زمین پر روزانہ گر رہا ہے۔ کبھی کبھی بڑے پتھر بھی

گرتے ہیں۔1908ء میں سائبیریا میں تنکسکا کے علاقے میں ایک اتنا بڑا شہابِ ثاقب گرا جس کی طاقت ایٹم بم کی طاقت سے دس ہزار گنا زیادہ تھی۔اب آپ سوچیے کہ ایٹم بم کی طاقت کتنی ہوتی ہے! اس سے بھی دس ہزار گنا زیادہ طاقت اس شہابِ ثاقب کی تھی۔

تو بعض سائنس دان کہتے ہیں کہ کوئی میٹرائٹ (شہاب ثاقب) زمین پر گرے گا اور زمین کے اوپر کے سارے کے سارے لوگ مرجائیں گے۔یوں اس دنیا کا اختتام ہوگا۔

☆ بعض سائنس دان کہتے ہیں کہ کچھ ستارے زمین کے قریب سے گزرتے ہیں۔جیسے 1993ء میں ایک دم دار ستارہ، جسے Haley Comet کہتے ہیں، وہ زمین کے قریب سے گزرا تو سائنس دانوں کو ڈر تھا کہ یہ کہیں زمین سے نہ ٹکرا جائے۔چنانچہ ایک امکان یہ ہے کہ کوئی ستارہ زمین کے ساتھ ٹکرائے گا اور دنیا ختم ہو جائے گی۔

☆ بعض سائنس دان کہتے ہیں کہ زمین اور سورج کے گرد اللہ رب العزت نے کچھ ایسی جگہیں بنائی ہیں کہ جن کو ''بلیک ہول'' کہتے ہیں۔وہ اتنا بڑا ہے کہ وہ پورے سورج کا ایک لقمہ بنا سکتا ہے۔اسی طرح اگر زمین کبھی اس کے قریب ہوئی تو وہ اس کو بھی ایک لقمہ بنا لے گا۔چنانچہ آج کل انٹرنیٹ پر ایک کاؤنٹ ڈاؤن لگا ہوا ہے، یعنی دن گن رہے ہیں۔وہ کہتے ہیں کہ 21 دسمبر 2012ء کو زمین اور سورج ایک بلیک ہول کے بالکل سامنے آجائیں گے۔اس میں دو امکان ہیں:

ایک امکان تو یہ ہے کہ وہ ان دونوں کو اپنے اندر کھینچ لے، یعنی کھا ہی لے۔پھر معاملہ ختم ہو جائے گا۔اور دوسرا امکان یہ ہے کہ اس کی کشش اتنی ہوگی کہ زمین کو گھما کے رکھ دے گا۔مشرق مغرب بن جائے گی اور مغرب مشرق بن جائے گی۔چنانچہ سورج مغرب سے طلوع ہوگا۔یعنی وہ بات سامنے آئے گی جو آج سے چودہ سو سال پہلے نبی علیہ السّلام نے ارشاد فرمائی تھی۔اس وقت تو اس کو عقلاً سمجھنا محال تھا، مگر آج

سائنس کی دنیا نے خود کہنا شروع کر دیا کہ ایسا ہونا ممکن ہے کہ سورج مغرب سے بھی طلوع ہو سکتا ہے۔ کیونکہ ایسی صورت میں زمین کے نارتھ اور ساؤتھ پول (قطب شمالی اور قطب جنوبی) بدل جائیں گے۔

☆ بعض سائنس دانوں کا نظریہ ہے کہ سورج کے اندر آگ ہے۔ وہ آگ بنیادی طور پر ہائیڈروجن ہے جو ہیلیم بن رہی ہے۔ یوں سمجھیں کہ اس میں ہر وقت کھرب ہا کھرب ہائیڈروجن بم پھٹ رہے ہیں اور اس کا ٹمپریچر دس ملین سنٹی گریڈ سے لے کر سو ملین سنٹی گریڈ تک ہے۔ گویا سورج آگ کا ایک بہت بڑا گولہ ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ اس کی ایک طبعی عمر ہے۔ جب ساری ہائیڈروجن، ہیلیم میں بدل جائے گی تو آگ ٹھنڈی ہو جائے گی اور پھر سورج کے ٹھنڈا ہو جانے کی وجہ سے زمین پر زندگی ختم ہو جائے گی۔

☆ ایک نظریہ جو سب سے زیادہ بہتر سمجھا جاتا ہے، اس کو Big Bang Theory (بگ بینگ تھیوری) کہتے ہیں۔ یہ بگ بینگ تھیوری کیا ہے؟ سائنس دان کہتے ہیں کہ سب سے پہلے اللہ کے حکم سے ایک دھماکہ ہوا تو زمین بھی وجود میں آ گئی اور آسمان بھی وجود میں آ گیا۔ یہ چیز ہم مسلمانوں کے نظریے کے زیادہ قریب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّمَآ اَمْرُهٗٓ اِذَآ اَرَادَ شَيْئًا اَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ (یٰس:82)

لہٰذا ہم ان کے بگ بینگ کے بارے میں کہتے ہیں کہ اللہ کا حکم ہوا اور زمین اور آسمان وجود میں آ گئے۔

☆ سائنس دان کہتے ہیں کہ یہ سب چیزیں پھیلتی جا رہی ہیں۔ جیسے دھماکہ ہو تو چیزیں دور دور تک چلی جاتی ہیں۔ اس کو ''وسعتِ کائنات کا نظریہ'' کہتے ہیں۔ یہ بھی دین کے مطابق ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

وَالسَّمَآءَ بَنَیۡنٰهَا بِاَیۡدٍ وَّ اِنَّا لَمُوۡسِعُوۡنَ (الذریت:47)

''اور ہم نے آسمان کو اپنے ہاتھوں سے بنایا اور ہم اس کائنات کو وسیع کرتے چلے جا رہے ہیں''

یہ پھیلتی تو چلی جا رہی ہے لیکن سائنس دان کہتے ہیں کہ یہ ایک حد تک تو پھیلے گی اور اس کے بعد سپرنگ کی طرح واپس ایک دوسرے کے ساتھ آئے گی اور آپس میں ٹکرائیں گی۔ تو یہ جو سیکنڈ بگ بینگ ہوگا، یہ قیامت کا دن ہوگا۔

بہر حال! سائنس دانوں کی باتیں کبھی تو سچی ہو جاتی ہیں اور کبھی محض تخیلات ہوتے ہیں، لیکن اس بات پر تو گویا سب متفق ہیں کہ قیامت کا دن آنا ہے اور اس دنیا کا ایک آخری دن متعیّن ہے۔

دو چیزوں کا حساب:

جب قیامت کا دن آنا ہے تو پھر انسان کو اللہ رب العزت کے حضور پیش بھی ہونا پڑے گا۔ چنانچہ اللہ رب العزت ارشاد فرماتے ہیں:

وَ نَضَعُ الۡمَوَازِیۡنَ الۡقِسۡطَ لِیَوۡمِ الۡقِیٰمَةِ (الانبیآء:47)

''اور ہم قیامت کے دن میزانِ عدل کو قائم کریں گے''

اور آگے فرمایا:

وَ اَنَّ اَعۡمَالَ بَنِیۡ اٰدَمَ وَ قَوۡلَهُمۡ یُوۡزَنُ

''اور بنی آدم کے اعمال اور اقوال کا وزن کیا جائے گا''

دیکھیے! دو چیزیں ہوتی ہیں: ایک افعال اور دوسرا اقوال۔ قرآن مجید سے اس کا ثبوت ملتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

اِلَیۡہِ یَصۡعَدُ الۡکَلِمُ الطَّیِّبُ وَ الۡعَمَلُ الصَّالِحُ یَرۡفَعُہٗ (فاطر:10)

''اچھا کلام اسی کو پہنچتا ہے اور اچھا کام اس کو پہنچا تا ہے''

کَلِمُ الطَّیِّب سے اقوال اور عَمَلُ الصَّالح سے افعال۔ یہی دو چیزیں ہی محفوظ ہو رہی ہیں، اور قیامت کے دن انہی دو چیزوں کا حساب ہوگا۔

اَلقِسْط کی لغوی وصرفی تحقیق:

یہاں امام بخاریؒ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وَقَالَ مُجَاهِد: اَلْقُسْطَاس: اَلْعَدْلُ بِالرُّوْمِيَّةِ

اور مجاہدؒ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: قسطاس کا معنی عدل ہے اور یہ رومی زبان کا لفظ ہے۔

یہاں پر طالب علم کے ذہن میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ لفظ تو قرآن مجید میں بھی استعمال ہوا ہے، پھر یہ رومی زبان کا لفظ کیسے ہے؟ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

وَزِنُوۡا بِالۡقِسۡطَاسِ الۡمُسۡتَقِیۡمِ (الشعرآء:182)

علمانے اس کا جواب دیا ہے کہ ابتدا میں یہ رومی زبان کا لفظ تھا۔ مگر چونکہ یہ عربی زبان کے قواعد وضوابط پر پورا اترتا تھا اس لیے عربوں نے بھی اس کو استعمال کرنا شروع کر دیا

ہر چہ درکانِ نمک رفت نمک شد

''نمک کی کان میں جو چیز چلی جاتی ہے وہ نمک ہو جاتی ہے۔''

لہٰذا اب یہ قرآن مجید کا لفظ کہلائے گا عَرَبِیٍّ مُّبِیۡنٍ (الشعرآء:195)

آگے فرماتے ہیں:

وَيُقَالُ: اَلْقِسْطُ مَصْدَرُ الْمُقْسِطِ

''اور کہا جاتا ہے کہ قِسْط مُقْسِط کا مصدر ہے۔''

اَلْقِسْط کا مطلب ہے، انصاف۔ یہ مُقْسِط کا مصدر ہے مُقْسِط کا مطلب ہے، انصاف پرور۔ چنانچہ المُقْسِط اللہ تعالیٰ کے اسماءِ حسنیٰ میں سے ایک اسم ہے۔ یہ بابِ افعال سے ہے۔ اَقْسَطَ يُقْسِطُ اِقْسَاطاً فَهُوَ مُقْسِطٌ

پھر آگے فرمایا:

وَ اَمَّا الْقَاسِطُ فَهُوَ الْجَائِرِ

''اور قاسط ظالم ہوتا ہے۔''

قَاسِط کی جمع ہے قُسَّاط اور قَسْطًا وَ قُسُوْطًا نا انصافی کو کہتے ہیں۔ چنانچہ اگر قِسْط ہوگا تو ''انصاف'' کا معنی دے گا اور اگر قَسْطًا اور قُسُوطاً ہوگا تو اس کا معنی ''نا انصافی'' ہوگا۔

معتزلہ کا رد:

امام بخاریؒ رحمۃ اللہ علیہ کا مقصد اس آیت کو یہاں لانے کا یہ تھا کہ معتزلہ کا رد ہو جائے...... معتزلہ اسلام کے ابتدائی زمانے میں ایک فرقہ تھا جو عقل پرست تھا۔ وہ فرقہ یہ کہتا تھا کہ جو چیز عقل میں نہ آئے، وہ چیز ممکن نہیں ہو سکتی۔ وہ کہتے تھے کہ انسان کی باتوں کو کیسے ناپا جا سکتا ہے؟ کیسے تولا جا سکتا ہے؟ یہ عقل میں نہیں آتا۔ اعمال کا وزن ہو ہی نہیں سکتا...... حالانکہ قرآن مجید میں وزن ہونے کا تذکرہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنٰتِ وَ اَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْمِيْزَانَ لِيَقُوْمَ النَّاسُ

بِالْقِسْطِ (الحدید:25)

چیزوں کو ناپنے کے مختلف پیمانے:

آج سائنس نے یہ ثابت کر دیا کہ بعض ایسی چیزوں کو بھی ناپا جا سکتا ہے جن کا ماپنا پرانے زمانے میں ممکن نہیں تھا۔ مثلاً:

بلڈ پریشر۔ آج ماپ لیتے ہیں کہ بندے کا کتنا بلڈ پریشر ہے۔

بخار۔ تھرمامیٹر کے ذریعے سے بخار کو ماپا جاتا ہے۔

شوگر۔ شوگر کتنی ہے؟ اس کو بھی ماپ لیتے ہیں۔

نمی۔ کسی کمرے میں نمی کتنی ہے؟ اس کے لیے ہومیڈ ٹی میٹر بن گئے۔ اس سے نمی ماپ سکتے ہیں۔

بجلی کے وولٹیج، فریکونسی اور کرنٹ کو ماپ لیتے ہیں۔

چنانچہ میزان کا مطلب صرف یہ نہیں کہ ایک ترازو ہوگا اور اسی پر ہر چیز تولی جائے گی۔ یہ اللہ کی اپنی قدرت ہے کہ وہ ترازو کس قسم کا ہوگا۔ مگر یہ عین ممکن ہے کہ انسان کے اعمال اور اقوال کو تولا جا سکے۔ پہلے زمانے میں تو انسان کی بات کو پکڑا ہی نہیں جا سکتا تھا۔ آج ٹیپ بن گئی ہے اور وہ بندے کی پوری بات کو محفوظ کر لیتی ہے۔ جس پروردگار نے دنیا میں باتوں کو محفوظ کروا دیا، وہ باتوں کو تولنے کے آلات بھی بنوا دے گا۔ البتہ یہ بات پکی ہے کہ قیامت کے دن اعمال بھی تلیں گے اور اقوال بھی تلیں گے۔

وزنِ اعمال کا فائدہ:

ذہن میں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ آخر اعمال کے وزن کا فائدہ کیا ہوگا؟ تو اس کا جواب سن لیجیے۔

○لِاِظْهارِ الْعَدْلِ۔اللہ تعالیٰ عدل کے اظہار کے لیے میزان عدل کو قائم کریں گے۔

○لِاِظْهَارِ صِفَةِ الْقِسْطِ لِاَنَّه مُقْسِطٌ۔چونکہ اللہ تعالیٰ انصاف پرور ہیں،لہٰذا وہ میزانِ عدل کو قائم کریں گے تاکہ انصاف کی صفت کا ظہور ہو۔

اس لیے میزانِ عدل قائم کیا جائے گا۔

میزانِ عدل......احادیث کی روشنی میں:

اب رہ گئی یہ بات کہ میزانِ عدل کی تفصیل کیا ہے؟احادیث میں اس کی بہت ساری تفصیلات ہیں۔

☆حدیث جبرئیل میں امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہؒ نے روایت کی ہے کہ جب جبرئیلؑ نے پوچھا:

یا محمد!ماالایمان؟

تو نبی علیہ السّلام نے ارشاد فرمایا:

اَنْ تُؤمِنَ بِاللّٰهِ وَ مَلَائِكَتِهٖ وَ كُتُبِهٖ وَ رُسُلِهٖ وَ بِالْجَنَّةِ وَالنَّارِ وَالْمِيْزَانِ

اس حدیث مبارکہ میں تذکرہ ہے کہ میزان قائم ہوگا۔

☆حاکم نے''مستدرک''میں یہ حدیث نقل کی ہے کہ نبیؑ نے فرمایا:

يُوْضَعُ الْمِيْزَانُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَلَوْ وُزِنَ فِيْهِ السَّمٰوٰتُ وَ الْاَرْضُ لَوَسَعَتْ

''قیامت کے دن میزان کو پیش کیا جائے گا،اگر آسمانوں اور زمین کا اس میں وزن کرنا چاہیں گے تو وہ ان کے وزن سے بھی زیادہ گنجائش کا ہوگا۔''

ایسا میزان ہوگا۔

☆ایک حدیث مبارکہ،جس کو ابنِ حبان رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب میں ابن عباس رحمۃ اللہ علیہ کی

وساطت سے نقل کیا ہے، اس میں وہ فرماتے ہیں:

اَلْمِيْزَانُ لَهٗ لِسَانٌ وَّ كَفَّتَان

''میزان کی ایک زبان اور دو پلڑے ہوں گے۔''

زبان کا مطلب، سوئی۔ انڈی کیٹر۔ یہ بتاتی ہے کہ پلڑا اِدھر جھک رہا ہے یا اُدھر جھک رہا ہے۔ اس کے دو پلڑے ہوں گے۔ ایک میں نیکیاں رکھی جائیں گی اور دوسرے میں گناہ۔ پھر سوئی بتائے گی کہ کون سا پلڑا بھاری ہے۔

☆ ذہن میں یہ بھی سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس میزان میں تولے گا کون؟ حدیث پاک میں نبیؑ نے ارشاد فرمایا: ابن ابی الدنیا رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو روایت کیا حذیفہ رضی اللہ عنہ سے۔

صَاحِبُ الْمَوَازِيْنِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ جِبْرِيْلُ

قیامت کے دن میزان کرنے کے ذمہ دار جبرئیلؑ ہوں گے۔

☆ ابن ابی حاتم نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی، وہ فرماتے ہیں:

يُحَاسَبُ النَّاسُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَمَنْ كَانَتْ حَسَنَاتُهٗ اَكْثَرَ بِوَاحِدَةٍ دَخَلَ الْجَنَّةَ وَمَنْ كَانَتْ سَيِّئَاتُهٗ اَكْثَرَ مِنْ حَسَنَاتِهٖ بِوَاحِدَةٍ دَخَلَ النَّارَ

''قیامت کے دن انسانوں کا حساب ہوگا۔ جس کی ایک نیکی بھی گناہ سے زیادہ ہوگی وہ جنت میں داخل کر دیا جائے گا۔ اور جس کا ایک گناہ زیادہ ہوگا تو اس کو جہنّم میں داخل کر دیا جائے گا۔''

☆ ایک اور روایت ہے جو ابنِ عباس رضی اللہ عنہ نے نبی علیہ السّلام سے روایت کی ہے۔

يُؤْتٰى بِسَيِّئَاتِ الْعَبْدِ وَحَسَنَاتِهٖ فَيُقْضٰى بَعْضُهَا بِبَعْضٍ فَاِنْ بَقِيَتْ وَاحِدَةٌ وَسَّعَ اللّٰهُ

لَهٗ فِی الْجَنَّةِ

''(قیامت کے دن) بندے کی نیکیوں اور برائیوں کو پیش کیا جائے گا۔ بعض نیکیاں بعض گناہوں کے ساتھ کفایت کریں گی (یعنی گناہوں کو نیکیوں کی وجہ سے ختم کر دیا جائے گا۔ اب کیا ہوگا؟) اگر ایک نیکی بھی بچ گئی تو اللہ تعالیٰ اس بندے کو جنت عطا فرما دیں گے''

☆ سیدہ عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے۔ وہ فرماتی ہیں:

خَلَقَ اللّٰهُ كَفَّتَیِ الْمِیْزَانِ مِثْلَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ فَقَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ یَا رَبَّنَا مَاتَزِنُ بِهٰذَا؟ قَالَ اَزِنُ بِهٖ مَنْ شِئْتُ

''اللہ تعالیٰ نے میزان کے پلڑے آسمان اور زمین کی مانند بہت بڑے بنائے ہیں۔ جب ملائکہ نے دیکھا تو انہوں نے پوچھا: اے ہمارے پروردگار! آپ اس میزان کے ذریعے کس کا وزن کریں گے؟ اللہ نے فرمایا: میں جس کا چاہوں گا اس کا وزن کروں گا۔''

☆ بیہقی نے ''شعب'' میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی علیہ السّلام نے ارشاد فرمایا:

یُؤْتٰی بِابْنِ اٰدَمَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ فَیُوْقَفُ بَیْنَ كَفَّتَیِ الْمِیْزَانِ وَیُوَكَّلُ بِهٖ مَلَكٌ فَاِنْ ثَقُلَ مِیْزَانُهٗ نَادَی الْمَلِكُ بِصَوْتٍ یَسْمَعُ الْخَلَائِقَ: سَعِدَ فُلَانٌ سَعَادَةً لَا یَشْقٰی بَعْدَهَا اَبَدًا، وَ اِنْ خَفَّ مِیْزَانُهٗ نَادَی الْمَلِكُ بِصَوْتٍ یَسْمَعُ الْخَلَائِقَ: شَقِیَ فُلَانٌ شَقَاوَةً لَایَسْعَدُ بَعْدَهَا اَبَدًا

''قیامت کے دن اولادِ آدم کو پیش کیا جائے گا۔ دو پلڑوں کے درمیان اس کو کھڑا کر دیا جائے گا۔ پھر یہ کام ایک فرشتے کو سپرد کر دیا جائے گا۔ اگر اس کی نیکیوں کا پلڑا بھاری ہو گیا تو فرشتہ ایک منادی کرے گا

،ایسی آواز کے ساتھ جس کو ساری مخلوق سنے گی کہ فلاں بندہ ایسی نیک بختی پا گیا کہ اب اس کے بعد وہ بدبخت نہیں ہوسکتا۔ اور اگر اس کا (نیکیوں کا) پلڑا ہلکا ہو گیا تو فرشتہ ایک اعلان کرے گا، ایسی آواز کے ساتھ جس کو ساری مخلوق سنے گی کہ فلاں بندہ ایسی بدبختی پا گیا کہ اب اس کے بعد وہ نیک بخت نہیں ہو سکتا۔''

اس لیے قیامت کا دن ہمارے لیے ہار اور جیت کا دن ہوگا۔ اگر ہم جیت گئے تو بہت بڑی جیت ہے اور اگر ہار گئے تو پھر ایسی ہار دنیا میں ہے ہی نہیں۔

وزن کس چیز کا ہوگا؟

علما میں ایک بحث چل پڑی کہ قیامت کے دن وزن ہوگا کس کا؟

بعض علما نے کہا: اعمال کا وزن ہوگا۔

بعض نے کہا: نامہء اعمال (یعنی جو دفتر لکھے ہوئے ہوں گے) کا وزن ہوگا۔

بعض نے کہا: انسانوں کا اپنا وزن ہوگا۔

احادیث مبارکہ سے یہ تینوں چیزیں ثابت ہوتی ہیں۔

(ا) اعمال کا وزن ہوگا:

پہلی بات یہ ہے کہ اعمال کا وزن ہوگا۔ اس کے بارے میں احادیث میں تفصیل بیان کی گئی ہے۔

☆ ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السّلام نے ارشاد فرمایا:

اَلْمِيْزَانُ لَهٗ كَفَّتَانِ وَ لِسَانٌ يُوْزَنُ بِهَا الْحَسَنَاتُ وَ السَّيِّئَاتُ فَيُؤْتٰى بِالْحَسَنَاتِ فِيْ اَحْسَنِ صُوْرَةٍ فَتُوْضَعُ فِيْ كَفَّهِ الْمِيْزَانِ فَتَثْقُلُ عَلَى السَّيِّئَاتِ فَتُوْخَذُ فَتُوْضَعُ الْجَنَّةُ

عِنْدَ مَنَازِلِهٖ ثُمَّ يُقَالُ لِلْمُؤْمِنِ: اَلْحَقُّ بِعَمَلِكَ، فَيَنْطَلِقُ اِلَى الْجَنَّةِ فَيَعْرِفُ مَنَازِلَهٗ بِعَمَلِهٖ، وَ يُؤْتٰى بِالسَّيِّئَاتِ فِي اَبْغَضِ صُوْرَةٍ فَتُوْضَعُ فِي كَفَّةِ الْمِيْزَانِ فَتَخِفُّ، وَالْبَاطِلُ خَفِيْفٌ، فَتُطْرَحُ فِيْ جَهَنَّمَ اِلٰى مَنَازِلِهٖ مِنْهَا وَيُقَالُ: اَلْحِقْ بِعَمَلِكَ اِلَى النَّارِ فَيَاْتِي النَّارَ فَيَعْرِفُ مَنَازِلَهٖ بِعَمَلِهٖ، وَ مَا اَعَدَّ اللّٰهُ لَهٗ فِيْهَا مِنْ اَنْوَاعِ الْعَذَابِ

''میزان کے دو پلڑے ہوں گے اور ایک اس کی زبان (سوئی) ہوگی۔ نیکیوں کو بہت خوب صورت شکل میں پیش کیا جائے گا۔ اگر اس کی نیکیاں اس کی برائیوں پر زیادہ وزنی ہو گئیں تو اس بندے کو جنت میں بھیج دیا جائے گا اور اس مومن کو کہا جائے گا: تو اپنے عملوں کے ساتھ ملحق ہو جا (مل جا)۔ وہ جنت کے درجوں پر چڑھے گا اور اپنی منزل کو اپنے عملوں کی وجہ سے پہچان لے گا (کہ یہ میرا مکان ہے)۔''

اس حدیث مبارکہ سے پتہ چلتا ہے کہ قیامت کے دن میزان عدل میں انسان کے اعمال کو تولا جائے گا۔

☆ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی علیہ السّلام نے فرمایا:

سُبْحَانَ اللّٰهِ نِصْفُ الْمِيْزَانِ وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ مِلْاُ الْمِيْزَانِ

''سبحان اللہ پڑھنے سے آدھا پلڑا بھر جاتا ہے اور الحمد للہ پڑھنے سے پورے میزان کا پلڑا بھر جاتا ہے۔''

اس حدیث سے بھی ثابت ہوا کہ اعمال کا وزن کیا جائے گا۔

☆ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے ہی ایک اور روایت مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ نُوْحًا لَمَّا حَضَرَتْهُ الْوَفَاةُ دَعَا اِبْنَيْهِ فَقَالَ: آمُرُكُمَا بِلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، فَاِنَّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَالْاَرْضِيْنَ وَ مَا بَيْنَهُمَا لَوْ وُضِعَتْ فِيْ كَفَّةِ الْمِيْزَانِ وَوُضِعَتْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه

فِیْ الْكَفَّةِ الْاُخْرٰی کَانَتْ اَرْجَحُ مِنْهَا۔

"جب حضرت نوحؑ کی وفات کا وقت آیا تو انہوں نے اپنے بیٹوں کو بلایا اور فرمایا: میں تمہیں حکم دیتا ہوں کہ تم لاالٰہ الااللہ کی تسبیح پڑھو۔ اگر ایک پلڑے میں سات زمینوں اور سات آسمانوں کو رکھ دیا جائے اور دوسرے پلڑے میں لاالٰہ الااللہ کے عمل کو رکھ دیا جائے تو یہ کلمے والا پلڑا بھاری ہو جائے گا۔"

اس حدیث سے بھی پتا چلتا ہے کہ اعمال کا وزن کیا جائے گا۔

☆ ایک اور حدیث پاک ہے جسے امام ابوداؤدؒ اور امام ترمذیؒ نے نقل کیا ہے۔ ابوالدرداء روایت فرماتے ہیں کہ نبی علیہ السّلام نے ارشاد فرمایا:

مَا مِنْ شَیْءٍ اَثْقَلُ فِیْ الْمِیْزَانِ مِنَ الْخُلُقِ الْحَسَنِ

"میزان میں کوئی چیز اچھے اخلاق سے زیادہ بھاری نہیں ہوتی۔"

یعنی انسان جتنے بھی اعمال کرے گا، ان میں سے اس کی خوش خلقی سب سے وزنی عمل ہو گا، اللہ اکبر!!! بھئی! ہمیں چاہیے کہ ہم اپنے اندر اچھے اخلاق پیدا کریں تا کہ اس کی برکت سے قیامت کے دن ہمارا نیکیوں کا پلڑا زیادہ بھاری ہو جائے۔

☆ طبرانی کی ایک روایت ہے جو انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی علیہ السّلام نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کو ارشاد فرمایا:

یَا اَبَا ذَرٍّ اَلَا اَدُلُّكَ عَلٰی خَصْلَتَیْنِ هُمَا اَخَفَّ عَلَی الظَّهْرِ وَ اَثْقَلُ فِی الْمِیْزَانِ مِنْ غَیْرِهِمَا؟ قَالَ: بَلٰی یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؛ فَقَالَ: عَلَیْكَ بِحُسْنِ الْخُلُقِ، وَطُوْلِ الصَّمْتِ؛ فَوَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ مَا تَجَمَّلَ الْخَلَائِقُ بِمِثْلِهَا۔

''اے ابوذر! کیا میں تمہیں دو ایسی باتیں نہ بتاؤں کہ جن کا کرنا تو بہت آسان ہے اور میزان میں باقی عملوں سے زیادہ بھاری ہیں؟ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے اللہ کے نبی ﷺ! مجھے ضرور بتائیے۔ نبی علیہ السّلام نے فرمایا: تم حسنِ خلق کو اپنے اوپر لازم کرلو اور طویل خاموشی کو۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے کہ انسان کو اس سے زیادہ خوبصورتی اور زینت اور کوئی نہیں عطا کی گئی۔''

ہمیں چاہیے کہ ہم اپنے اندر حسنِ خلق بھی پیدا کریں اور زیادہ چپ رہنے کی بھی عادت ڈالیں۔ تاکہ قیامت کے دن نیکیوں کا پلڑا زیادہ بھاری ہو۔ آج کل کے بچے اپنے ماں باپ کے ساتھ بدتمیزی کرتے ہیں۔ آج کل چھوٹے، بڑوں کے ساتھ بدتمیزی کرتے ہیں۔ اچھے اخلاق بہت کم ہوتے جا رہے ہیں۔ اس کی بہت زیادہ اہمیت ہے اور اسے بہت ہی زیادہ عام کرنا چاہیے۔

ایک اور حدیث پاک میں نبی علیہ السّلام نے وزنِ اعمال کے بارے میں بتایا، توجہ طلب بات ہے، اس کو امام احمدؒ نے نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں:

تَعَبَّدَ رَاهِبٌ فِيْ صَوْمِعَتِهٖ سِتِّيْنَ سَنَةً، فَنَظَرَ يَوْمًا فِيْ غِبِّ السَّمَآءِ فَقَالَ: لَوْ نَزَلْتُ فَاِنِّيْ لَا اَرٰى اَحَدًا فَشَرِبْتُ مِنَ الْمَاءِ وَتَوَضَّاْتُ ثُمَّ رَجَعْتُ اِلٰى مَكَانِيْ فَنَزَلَ فَعَرَضَتْ لَهٗ اِمْرَاَةٌ فَتَكَشَّفَتْ لَهٗ، فَلَمْ يَمْلِكْ نَفْسَهٗ اَنْ وَقَعَ عَلَيْهَا فَدَخَلَ بَعْضَ تِلْكَ الْغُدْرَانِ يَغْتَسِلُ فِيْهِ، وَ اَدْرَكَهُ الْمَوْتُ وَهُوَعَلٰى تِلْكَ الْحَالِ، وَمَرَّ بِهٖ سَائِلٌ فَاَوْمَأَ اِلَيْهِ اَنْ خُذِ الرَّغِيْفَ رَغِيْفًا كَانَ فِيْ كِسَائِهٖ ۔ فَاَخَذَ الْمِسْكِيْنُ الرَّغِيْفَ وَمَاتَ الرَّاهِبُ فَوُزِنَ عَمَلُ سِتِّيْنَ سَنَةً فَرَجَحَهُ الزِّنَا، فَوُضِعَ الرَّغِيْفُ فَرَجَحَ عَمَلُهٗ فَغُفِرَلَهٗ

''ایک راہب نے اپنے عبادت خانے میں ساٹھ سال عبادت کی۔ایک دن اس نے اپنی کھڑکی سے باہر پانی کی جگہ میں جھانکا اور کہنے لگا: اگر میں نیچے اتر کر یہاں سے پانی پی لوں تو میں کسی کو دیکھوں گا بھی نہیں اور پانی بھی پی لوں گا، وضو بھی کرلوں گا، پھر میں واپس اپنی جگہ پر آجاؤں گا۔ چنانچہ وہ (اپنے عبادت خانے سے) نیچے اترا۔ایک عورت آگئی اور اس عورت کے جسم سے کپڑا ہٹ گیا۔اس نے اس عورت کے حسن و جمال کو دیکھا تو وہ اپنے آپ کو روک نہ سکا (اپنے آپ کو کنٹرول نہ کرسکا) اور اس نے اس عورت سے زنا کا ارتکاب کرلیا۔اس کے بعد وہ ایک جگہ پر غسل کے لیے داخل ہوا اور اسے موت آگئی۔وہ اس حال میں تھا کہ اس کے آخری سانس تھے۔اس کے پاس ایک سائل آگیا (ایک مانگنے والا فقیر آگیا)۔جب اس (فقیر) نے اس سے سوال کیا تو راہب نے اس کو اشارہ کیا کہ یہ میرا تھیلا ہے اور اس میں روٹی کا ٹکڑا ہے۔اس کپڑے میں روٹی کا ٹکڑا تھا۔مسکین نے اس کپڑے میں سے روٹی کا ٹکڑا لے لیا اور راہب مرگیا۔اس راہب کی ساٹھ سال کی عبادت کا وزن کیا گیا تو زنا کا گناہ سب سے زیادہ بھاری نکلا، اللہ اکبر کبیرا!!! یہ بہت توجہ طلب بات ہے۔ساٹھ سال کی عبادت ایک طرف اور زنا کا گناہ ایک طرف۔ایک زنا کا گناہ ساٹھ سال کی عبادت پر بھاری ہوگیا۔پھر روٹی کا ایک ٹکڑا رہ گیا تھا جو اس نے سائل کو دیا تھا۔چنانچہ پھر اس ٹکڑے کو لایا گیا اور اس کی نیکیوں کے پلڑے میں ڈالا گیا۔پھر نیکیوں کا پلڑا بھاری ہوگیا اور اس بندے کو بخش دیا گیا۔(اس آخری جملے پر حضرت اقدس دامت برکاتہم العالیہ پر رقت طاری ہوگئی اور آپ آبدیدہ ہوگئے)

ذرا سوچیے کہ اخلاص کے ساتھ اگر چھوٹا سا عمل بھی کیا جاتا ہے تو میزان میں کتنا وزنی ہوتا ہے کہ وہ گناہوں کے پلڑے کو ہلکا کر دیتا ہے۔اس حدیث پاک سے بھی یہ معلوم ہوتا ہے کہ اعمال کا وزن کیا جائے گا۔

☆ ابن عساکرؒ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی علیہ السّلام نے فرمایا:

من توضا فمسح بثوب نظیف فلا باس به،ومن لم یفعل فھو افضل ،لان الوضوء یوزن یوم القیامة مع سائر الاعمال۔

”جو شخص وضو کر کے پھر وہ صاف کپڑے سے اس کو صاف کر لے، خشک کر لے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ اگر ایسا نہ کرے تو یہ بہتر ہے، اس لیے کہ قیامت کے دن باقی اعمال کے ساتھ انسان کے وضو کو بھی تولا جائے گا۔“

اس حدیث پاک سے بھی ثابت ہوا کہ اعمال کا وزن ہوگا۔

☆ ایک اور حدیث پاک ہے جس کو طبرانی نے ”اوسط“ میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا۔ وہ فرماتے ہیں کہ نبی علیہ السّلام نے ارشاد فرمایا:

اَوَّلُ مَا یُوْضَعُ فِیْ مِیْزَانِ الْعَبْدِ نَفَقَتُہٗ عَلٰی اَھْلِہٖ

”(قیامت کے دن) نیکی کے پلڑے میں سب سے پہلے جو عمل ڈالا جائے گا وہ بندے کا اپنے اہل خانہ کو دیا جانے والا النفقہ (خرچہ) ہے۔“

اللہ اکبر کبیراً!!!!

اگر وسعت ہو تو گھر والوں کو تنگی نہیں دینی چاہیے۔ نہ ہو تو پھر تو صبر والی بات ہے۔ مگر بعض مرد حضرات اس کو ٹُول (ہتھیار) کے طور پر استعمال کرتے ہیں۔ بیویوں کو ستاتے ہیں، ان کا دل دکھاتے ہیں اور ان کو خرچے سے تنگ رکھتے ہیں۔ بھئی! تربیت کا معاملہ ایک حد تک ہوتا ہے، لیکن اذیت کی حد تک نہ پہنچے۔ خود تو دوستوں میں بیٹھا رس گلے کھا رہا ہے اور گھر والوں کے پاس بچوں کو دینے کے لیے دودھ بھی

نہیں ہے۔قیامت کے دن سب سے پہلے اپنے اہلِ خانہ کو خرچہ دیتا تھا،اس کو نیکی کے پلڑے میں رکھا جائے گا۔چنانچہ ہر انسان چاہے گا کہ میرا عمل ایسا ہو جو نیکی کے پلڑے کو جھکا دے۔اس لیے ہمیں اپنے اہلِ خانہ کے ساتھ خرچ کے معاملے میں اپنی استطاعت کے مطابق حسنِ سلوک کا مظاہرہ کرنا چاہیے۔

(۲) نامہءاعمال کا وزن ہوگا:

جن علما نے کہا کہ اعمال نامے کو تولا جائے گا ان کے پاس بھی دلائل ہیں۔

☆ امام ترمذیؒ اور امام حاکم نے ابن عمروؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

يُصَاحُ بِرَجُلٍ مِّنْ اُمَّتِيْ عَلٰى رُؤُوْسِ الْخَلَائِقِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيُنْشَرُلَهٗ تِسْعٌ وَّ تِسْعُوْنَ سِجِلًّا كُلَّ سِجِلٍّ مِّنْهَا مَدَّ الْبَصَرِ ثُمَّ يَقُوْلُ لَهٗ: اَتُنْكِرُ مِنْ هٰذَا شَيْئًا؟فَيَقُوْلُ: لَا يَا رَبِّ! فَيَقُوْلُ: اَظَلَمَكَ كَتَبَتِي الْحَافِظُوْنَ؟ فَيَقُوْلُ: لَا يَارَب فَيَقُوْلُاَظَلَمَكَ اللّٰهُ؟ فَيَهَابُ الرَّجُلُ فَيَقُوْلُ: لَا يَا رَب! فَيَقُوْلُ: بَلٰى اِنَّ لَكَ عِنْدِيْ حَسَنَةٌ وَ اِنَّهٗ لَا ظُلْمَ عَلَيْكَ الْيَوْمَ، فَتُخْرَجُ لَهٗ بِطَاقَةٌ فِيْهَا: اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ، فَيَقُوْلُ: يَا رَبِّ! مَاهٰذِهِ الْبِطَاقَةُ مَعَ هٰذِهِ السِّجِلَّاتِ؟ فَيَقُوْلُ: اِنَّكَ لَا تُظْلَمُ، فَتُوْضَعُ السِّجِلَّاتُ فِيْ كَفَّةٍ وَالْبِطَاقَةُ فِيْ كَفَّةٍ فَطَاشَتِ السِّجِلَّاتُ،فَيَقُوْلُ: اِنَّكَ لَا تُظْلَمُ وَثَقُلَتِ الْبِطَاقَةِ وَلَا يَثْقُلُ مَعَ اِسْمِ اللّٰهِ شَيْءٌ۔

’’قیامت کے دن میری امت کے ایک بندے کو پیش کیا جائے گا۔اس کے گناہوں کے ننانوے دفتر ہوں گے۔ان میں سے ایک ایک دفتر اتنا بڑا ہوگا کہ جہاں تک نگاہ جائے گی وہ دفتر نظر آئے گا۔اس سے یہ کہا جائے گا: یہ جو تیرے گناہ لکھے ہوئے ہیں ان کرتوتوں میں سے تو کسی کا انکار کرتا ہے؟ وہ کہے

گا: اے میرے پروردگار! میں انکار نہیں کرتا، میں نے خطائیں کی ہیں۔اس سے پوچھا جائے گا: کیا تمہارے اوپر میرے لکھنے والے فرشتوں نے کوئی ظلم کیا؟ (کیا کچھ زیادہ لکھ دیا ہے؟)۔وہ کہے گا: نہیں، اے پروردگار! نہیں۔کہا جائے گا: کیا اللہ نے تیرے اوپر ظلم کیا؟ وہ بندہ اس بات کو سن کر ڈر جائے گا۔وہ کہے گا: اے پروردگار! نہیں، آپ نے ظلم نہیں کیا (میں نے ہی اپنے پاؤں پر کلہاڑیاں ماری تھیں)۔اس سے کہا جائے گا: البتہ تیری ایک نیکی ہمارے پاس ہے اور آج کے دن تیرے اوپر کوئی ظلم نہیں کیا جائے گا۔کاغذ کا ایک چھوٹا سا ٹکڑا نکالا جائے گا جس پر کلمہ شہادت (اشھد ان لا الہ الا اللہ و اشھد ان محمد عبدہ ورسولہ) لکھا ہوگا۔پھر وہ بندہ پوچھے گا: اے پروردگار! گناہوں کے اتنے دفتروں کے مقابلے میں یہ کاغذ کا چھوٹا سا ٹکڑا کیا وقعت رکھتا ہے؟ اس سے کہا جائے گا: تمہارے اوپر ظلم نہیں کیا جائے گا۔ایک پلڑے میں اس کے گناہوں کے ننانوے دفتروں کو رکھا جائے گا اور کاغذ کے اس ٹکڑے کو دوسرے پلڑے میں رکھا جائے گا۔گناہ ہلکے ہو جائیں گے اور وہ کاغذ کے ٹکڑے والا پلڑا بھاری ہو جائے گا۔پھر اس سے کہا جائے گا: تم پر کوئی ظلم نہیں کیا جائے گا۔کاغذ کا ٹکڑا اس لیے بھاری ہو جائے گا کہ اللہ کے نام سے کوئی چیز وزنی نہیں ہو سکتی۔“

سوچیے کہ قیامت کے دن اللہ رب العزت کے ہاں اس کلمے کی کیا قدر و قیمت ہوگی! اس حدیث مبارکہ سے پتہ چلتا ہے کہ قیامت کے دن نامہ اعمال کو تولا جائے گا۔

☆ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نقل کرتے ہیں کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے کہ نبی علیہ السّلام نے فرمایا:

تُوضَعُ الْمَوَازِینَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ فَیُؤْتٰی بِالرَّجُلِ فَیُوْضَعُ فِی کَفَّةٍ، وَ یُوْضَعُ مَا اُحْصِیَ عَلَیْهِ، فَتَمَایَلَ بِهِ الْمِیْزَانُ فَیُبْعَثُ بِهٖ اِلَی النَّارِ فَاِذَا اَدْبَرَ بِهٖ اِذَا صَائِحٌ یَصِیْحٌ مِنْ عِنْدِ

الرَّحْمٰن: لَا تَعْجِلُوْا فَإِنَّهُ قَدْ بَقِيَ لَهٗ، فَيُؤْتٰى بِبِطَاقَةٍ فِيْهَا شَهَادَةُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه فَتُوْضَعُ مَعَ الرَّجُلِ فِيْ كَفَّةٍ حَتّٰى يَمِيْلَ بِهِ الْمِيْزَانُ

''قیامت کے دن نامہ اعمال کو لایا جائے گا اور ایک پلڑے میں بندے کے اعمال کو رکھا جائے گا اور دوسرے پلڑے میں ایک بطاقہ (کاغذ کا ٹکڑا) رکھا جائے گا، اس پر کلمہ شہادت لکھا ہوا ہوگا۔ پلڑے میں اس کو آدمی کے ساتھ ہی رکھا جائے گا۔ تو وہ بطاقہ والا پلڑا اس کے گناہوں والے پلڑے سے بھاری ہو جائے گا۔''

اس حدیث مبارکہ سے بھی پتا چلتا ہے کہ اعمال نامے کو تولا جائے گا۔

(۳) انسانوں کا وزن ہوگا:

بعض علما نے کہا کہ میزان عدل میں اشخاص کو تولا جائے گا۔ اس بات کے دلائل بھی موجود ہیں۔

☆ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے بارے میں آتا ہے کہ ان کی پنڈلیاں پتلی سی تھیں۔ بعض صحابہ نے جب ان کو دیکھا تو مسکرا دیے۔ ان کو مسکراتا دیکھ کر نبی علیہ السّلام نے فرمایا:

اَتَعْجَبُوْنَ مِنْ دِقَّةِ سَاقَيْهِ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَهُمَا فِي الْمِيْزَانِ اَثْقَلُ مِنْ اُحُدٍ

''تم ان کی پتلی پنڈلیوں پر ہنستے ہو۔ اللہ کی قسم! جس کے قبضے میں میری جان ہے، یہ پنڈلیاں میزان میں احد پہاڑ سے بھی زیادہ وزنی ہوں گی۔''

اس سے پتہ چلتا ہے کہ بندے کو بھی تولا جائے گا۔

☆ ایک اور دلیل سنیے۔ اس روایت کو شیخان نے ابو ہریرہ سے روایت کیا ہے کہ نبی علیہ السّلام نے فرمایا:

مَنِ احْتَبَسَ فَرَسًا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اِيْمَانًا بِاللّٰهِ وَ تَصْدِيْقًا بِوَعْدِهٖ فَاِنَّ شِبَعَهٗ وَرِيَّهٗ وَ

رَوْثَهٗ وَبَوْلَهٗ فِي مِيْزَانِهٖ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔

’’جس نے اللہ کے راستے میں نکلنے کے لیے گھوڑا پالا، اللہ پر ایمان اور تصدیق کے ساتھ، چنانچہ اس گھوڑے کا چارہ، اور اس کا پینا اور اس کی لید اور اس کا پیشاب، قیامت کے دن نیکیوں کے پلڑے کے اندر تولا جائے گا۔‘‘

اس سے پتا چلتا ہے کہ واقعی انسان کو اور اس کی ایسی چیزوں کو تولا جائے گا۔

☆ اس پر ایک اور حدیث پاک بھی دلیل ہے۔ نبی علیہ السّلام نے ارشاد فرمایا:

رَاَيْتُ لِاِمْرَأَةٍ اَنَّهٗ اُتِيَ بِهَا اِلٰى كَفَّةِ الْمِيْزَانِ فَوُضِعَتْ فِيْهَا وَ وُضِعَ فِي الْكَفَّةِ الْاُخْرٰى جَبَلُ اُحُدٍ فَرَجَحَتْ بِهٖ، فَقَالَ النَّاس: مَارَاَيْنَا هٰذَا قَطُّ۔ فَقِيْلَ: اِنَّهٗ تُوُفِّيَ لَهَا اِثْنَيْ عَشَرَ مِنَ الْوَلَدِ فَكَانَتْ تَكْظِمُ الزُّفْرَةَ وَتَرُدُّ الْعِبْرَةَ

’’میں نے ایک عورت کو دیکھا جسے لایا گیا اور اسے میزان کے ایک پلڑے میں ڈالا گیا۔ اور دوسرے پلڑے میں احد پہاڑ کو رکھا گیا۔ تو وہ عورت احد پہاڑ سے بھی زیادہ بھاری نکلی۔ لوگوں نے کہا: ہم نے تو ایسا کبھی نہیں دیکھا (کہ ایک عورت احد پہاڑ سے بھی زیادہ بھاری ہو)۔ ان کو بتایا گیا: اس عورت کے بارہ بچے فوت ہوئے، یہ آہیں پی جاتی تھی اور آنسوؤں کو روک لیتی تھی۔ (اس کے صبر کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اسے احد پہاڑ سے بھی زیادہ بھاری کر دیا)‘‘

دیکھیں! زندگی میں جو مشکلیں اور مصیبتیں آتی ہیں، ان پر جو لوگ صبر کرتے ہیں وہ قیامت کے دن اللہ کی نظر میں احد پہاڑ سے بھی زیادہ وزن رکھنے والے ہوں گے۔

تینوں قسم کی احادیث میں تطبیق:

احادیث سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ اعمال کو تولا جائے گا، اعمال نامے کو تولا جائے گا یا بندوں کو تولا جائے گا۔ علما نے ان تینوں باتوں کو تطبیق یوں دی ہے کہ یہ اللہ رب العزت کی اپنی منشا اور اپنا فیصلہ ہو گا۔ چاہیں گے تو بندے کے عملوں کو تول دکھائیں گے، چاہیں گے تو نامہ اعمال کے دفتروں کو تول دیں گے اور چاہیں گے تو کسی بندے کو تول دیں گے۔ یہ اس مالک الملک کی مرضی ہے، جس کے لیے جو چاہے معیار مقرر کر دے۔ یعنی قیامت کے دن ان تینوں میں سے کوئی ایک صورت ہر بندے کو پیش آئے گی۔

جتنا اخلاص اتنا وزن:

اب حدیث پاک کی طرف دوبارہ توجہ کیجیے۔ امام بخاریؒ رحمۃ اللہ علیہ بخاری شریف کی پہلی حدیث "اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ" لائے۔ اور بخاری شریف کے آخر میں ایسی حدیث لائے جس میں وزنِ اعمال کا تذکرہ ہے۔ اس میں معرفت یہ ہے کہ امام بخاریؒ رحمۃ اللہ علیہ یہ بتانا چاہتے ہیں کہ جس بندے نے عمل کو جتنا صحیح نیت سے کیا ہو گا قیامت کے دن اس کے اعمال میزان میں اتنے ہی زیادہ وزنی ہوں گے۔ اگر بندہ اخلاص کے ساتھ کوئی عمل کرے گا تو میزان کے اندر اس کا وہ عمل بہت زیادہ بھاری ہو گا۔ اس پر کئی روایات ہیں۔

☆ نبی علیہ السّلام نے فرمایا:

"میرے ایک صحابی کا ایک مُد جو خرچ کرنا دوسروں کے احد پہاڑ کے صدقہ کرنے سے زیادہ فضیلت رکھتا ہے۔"

کیونکہ صحابہ ا جیسا اخلاص تو کسی دوسرے کے پاس نہیں ہوسکتا۔ جو اعمال انسان اللہ کی رضا کے لیے کرتا ہے اور ان کو دوسروں سے چھپاتا ہے، ان اعمال کا وزن بھی قیامت کے دن بہت زیادہ ہوگا۔

☆ سیدہ عائشہ صدیقہؓ روایت کرتی ہیں کہ نبی علیہ السّلام نے ارشاد فرمایا:

لِفَضْلِ الذِّكْرِ الْخَفِيِّ الَّذِىْ لَا يَسْمَعُهُ الْحَفَظَةُ عَلٰى غَيْرِهٖ سَبْعُوْنَ ضَعْفًا فَيَقُوْلُ: اِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ، وَجَمَعَ اللّٰهُ الْخَلَائِقَ لِحِسَابِهِمْ، وَجَاءَ تِ الْحَفَظَةُ بِمَا حَفِظُوْا وَ كَتَبُوْا، قَالَ اللّٰهُ لَهُمْ: اُنْظُرُوْا هَلْ بَقِيَ لَه مِنْ شَيْءٍ؟ فَيَقُوْلُوْنَ: مَا تَرَكْنَا شَيْئًا مِمَّا عَلَّمْنَاهُ وَ حَفِظْنَاهُ اِلَّا وَ قَدْ اَحْصَيْنَاهُ وَ كَتَبْنَاهُ، فَيَقُوْلُ اللّٰهُ: اِنَّ لَكَ عِنْدِىْ خَبِيْئًا لَا تَعْلَمُهٗ وَ اَنَا اَجْزِيْكَ بِهِ الْيَوْم وَ هُوَ الذِّكْرُ الْخَفِيُّ

ایک ہوتا ہے لسانی ذکر، جس کو فرشتے سنتے ہیں اور ایک ہوتا ہے قلبی ذکر، جسے خفی ذکر بھی کہتے ہیں، اس کو فرشتے نہیں سن پاتے۔ اللہ کے پیارے حبیب ﷺ نے فرمایا کہ جس ذکر کو فرشتے نہیں سن پاتے وہ جہری ذکر سے ستر گنا زیادہ فضیلت رکھتا ہے۔

آج دنیا پوچھتی ہے کہ ذکر خفی کا ثبوت کہاں ہے؟ دیکھو! اس حدیث پاک میں ذکر خفی کا تذکرہ ہے یا نہیں؟

ریا والے اعمال بے وقعت ہوں گے:

جو بندہ ریا کاری کے لیے اعمال کرے گا اس کے اعمال قیامت کے دن ہلکے ہوں گے۔

☆ چنانچہ شیخین نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی علیہ السّلام نے فرمایا:

اِنَّهٗ لَيَاْتِى الرَّجُلُ الْعَظِيْمُ السَّمِيْنُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَا يَزِنُ عِنْدَ اللّٰهِ جَنَاحَ بَعُوْضَةٍ ثُمَّ

قَرَاَ: فَلَا نُقِیْمُ لَهُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَزْنًا (الکھف:105)

”ایک بندے کو قیامت کے دن لایا جائے گا۔ وہ بڑا ہوگا، صحت مند ہوگا۔ اس کا وزن اللہ کے نزدیک مچھر کے پر کے برابر بھی نہیں ہوگا، پھر نبی علیہ السّلام نے یہ آیت پڑھی:

فَلَا نُقِیْمُ لَهُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَزْنًا (الکھف:105)

”قیامت کے دن ہم ان کے اعمال کا وزن لائیں گے بھی نہیں (یعنی ان کا وزن زیرو ہوگا)۔

☆ ایک اور حدیث مبارکہ اسی ریاکاری کے متعلّق سن لیجیے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی علیہ السّلام نے ارشاد فرمایا:

یُجَاءُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ بِصُحُفٍ مُخْتَمَةٍ فَتُصَبُّ بَیْنَ یَدَیِ اللّٰهِ، فَیَقُوْلُ اللّٰهُ: اَلْقُوْا هٰذَا وَ اَقْبَلُوْا هٰذَا۔ فَتَقُوْلُ الْمَلَائِکَةُ: وَ عِزَّتِكَ مَا کَتَبْنَا اِلَّا مَا عَمِلَ فَیَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ : اِنَّ هٰذَا کَانَ لِغَیْرِ وَجْهِیْ، وَاَنَا لَا اَقْبَلُ الْیَوْمَ اِلَّا مَا ابْتُغِیَ بِهٖ وَجْهِیْ

”قیامت کے دن ایک ایسا بندہ آئے گا جس کا نامہءاعمال مہر شدہ ہوگا (پیک کیا ہوا ہوگا)۔ اس کو اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش کیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائیں گے: یہ یہ (اعمال) پیچھے ہٹا دو اور یہ یہ قبول کرلو۔ فرشتے کہیں گے: آپ کی عزت کی قسم! ہم نے وہی لکھا جو اس نے عمل کیا (آپ اس کے عملوں کو رد کیوں فرما رہے ہیں؟) اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: اس نے یہ عمل میرے غیر کی رضا کے لیے کیا تھا اور آج کے دن میں صرف وہ عمل قبول کروں گا جو میری رضا کے لیے کیا گیا ہو۔“

تو بھئی! عمل کر کے بھی کچھ ہاتھ نہ آیا تو کیا فائدہ؟ اس لیے اگر انسان عمل کرے تو فقط اللہ رب العزت کی رضا کے لیے کرے۔

☆ بیہقیؒ نے ایک روایت نقل کی ہے کہ نبی علیہ السّلام نے فرمایا:

إِذَا جَمَعَ اللّٰهُ الْاَوَّلِيْنَ وَ الْآخِرِيْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يُنَادِيْ مُنَادٍ، مَنْ كَانَ اَشْرَكَ فِيْ عَمَلِهٖ لِلّٰهِ اَحَدًا فَلْيَطْلُبْ ثَوَابَهٗ مِنْ عِنْدِهٖ فَاِنَّ اللّٰهَ اَغْنَى الشُّرَكَاءِ عَنِ الشِّرْكِ

’’اللہ تعالیٰ جب قیامت کے دن اگلے اور پچھلے سب لوگوں کو جمع کرے گا۔ایک ندا دینے والا اس وقت ندا دے گا: جس بندے نے اپنے عمل میں اللہ کے ساتھ کسی کو شریک کیا، اس کو چاہیے کہ وہ اس شریک سے اپنے عمل کا اجر اور بدلہ لے لے‘‘

یعنی اللہ تعالیٰ اس کو اس عمل کا کوئی اجر نہیں دے گا۔

طلبا سے گزارش ہے کہ اس سبق کو پلے باندھ لیں کہ امام بخاریؒ رحمۃ اللہ علیہ بتلانا چاہتے ہیں کہ میں نے پہلی حدیث اس لیے نقل کی کہ نیت ٹھیک ہو جائے اور آخری حدیث اس لیے نقل کی کہ جتنی نیت ٹھیک ہو گی اتنا ہی اس عمل کا وزن زیادہ ہوگا۔لہٰذا ہمیں اپنے اعمال اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے کرنے چاہییں۔

حدیث مبارکہ کی تشریح:

اب طلبا حدیث مبارکہ کی طرف توجہ دیں تاکہ اس کے مضمون کے بارے میں بھی پڑھ لیا جائے۔

حَدَّثَنِيْ اَحْمَدُ بْنُ اِشْكَاب

یہ اس حدیث پاک کے راوی ہیں جن سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہؒ نے روایت کی۔ان سے یہ رواۃ کا سلسلہ چلتا ہوا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ تک پہنچتا ہے۔یہ وہ صحابی ہیں جنہوں نے نبی علیہ السّلام سے سب سے زیادہ احادیث روایت کی ہیں۔وہ کہتے ہیں کہ نبی علیہ السّلام نے ارشاد فرمایا:

كَلِمَتَانِ حَبِيْبَتَانِ اِلَى الرَّحْمٰنِ، خَفِيْفَتَانِ عَلَى اللِّسَانِ، ثَقِيْلَتَانِ فِي الْمِيْزَانِ، سُبْحَانَ

اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ

ترجمہ: دو کلمے ایسے ہیں جو اللہ تعالیٰ کو بڑے پیارے ہیں۔

○ کَلِمَتَانِ کا مطلب ہے دو کلمے، اس سے نحوی کلمہ مراد نہیں ہے، بلکہ اس کا مطلب ہے دو جملے۔

○ حَبِیْبَتَانِ کا مطلب ہے محبوبتان، کہ یہ دونوں کلمے اللہ کو بڑے پسند ہیں۔ یہ دونوں جملے بھی اللہ کو پسند ہیں اور ان جملوں کو کہنے والا بندہ بھی اللہ کو پسند ہے۔ وہ بھی اللہ کا محبوب بن جاتا ہے۔

○ اِلَی الرَّحْمٰنِ۔ رحمان کو بڑے پیارے لگتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے تو ننانوے نام ہیں۔ لیکن یہاں پر رحمٰن کے نام کو پسند فرمایا۔ کیوں؟ اس لیے کہ رحمٰن صفت کا تقاضا یہ ہے کہ وہ اپنوں اور غیروں سب پر مہربان ہو، اور تھوڑے سے عمل پر زیادہ اجر دینے والا ہو۔ تو یہاں چونکہ چھوٹے سے عمل پر اجر زیادہ ملنا تھا اس لیے یہاں اللہ رب العزت کے نام ''رحمٰن'' کو استعمال کیا گیا۔

○ خَفِیْفَتَانِ عَلَی اللِّسَانِ۔ زبان پر لانے میں بڑے ہلکے ہیں۔ خفیفتان اس لیے کہا گیا کہ ان جملوں کے حروف بہت تھوڑے ہیں اور ان کے حروف بھی ایسے ہیں جو زبان پر آسانی سے جاری ہو جاتے ہیں۔ لہٰذا ان کو خفیف کہا گیا۔ بندہ تھوڑے سے وقت میں زیادہ نفع کما لیتا ہے۔

○ ثَقِیْلَتَانِ۔ بھاری ہیں۔ ثَقِیْلَتَانِ کے لفظ سے موضوع باب ثابت ہو گیا۔ امام بخاریؒ ترجمۃ الباب میں جو حدیث لائے اس کا مطلب کیا تھا۔ فرمایا: ثَقِیْلَتَان فِی الْمِیْزَانِ، وہ اعمال میزان میں بھاری ہوں گے۔

یہاں پر دو نکتے ہیں۔ طلبا ذرا توجہ فرمائیں۔

(ا) کَلِمَتَانِ کے بعد یہ نہیں کہا گیا کہ وہ زبان پر لانے میں ہلکے ہیں اور میزان میں بھاری ہوں

گے۔ بلکہ پہلے کہا گیا: حَبِیْبَتَانِ اِلَی الرَّحْمٰنِ۔ یہ کیوں کہا گیا؟ اس لیے کہ ہر عمل کا مقصود یہ ہے کہ وہ عمل اللہ کو پسند آجائے۔ تو چونکہ مقصد یہ تھا اس لیے حَبِیْبَتَانِ کا لفظ پہلے لائے۔ اللہ کو پسند ہیں۔ اس لیے ہمیں چاہیے کہ ہم جو عمل بھی کریں وہ اللہ کی رضا کے لیے کریں۔

(۲) جب طالب علم پڑھتا ہے کَلِمَتَانِ حَبِیْبَتَانِ اِلَی الرَّحْمٰنِ، خَفِیْفَتَانِ عَلَی اللِّسَانِ، ثَقِیْلَتَانِ فِی الْمِیْزَانِ تو وہ محسوس کرتا ہے کہ جیسے شاعری میں وزن کا خیال کرتے ہوئے کلام کرتے ہیں اسی طرح یہ مسجّع کلام کیا گیا ہے۔ جیسے قافیے اور ردیف ملا کر بات کی گئی ہے۔ تو محدثین نے یہ لکھا ہے کہ اگر بلا تکلّف مسجّع کلام ادا ہو جائے تو شرعاً اس میں کوئی حرج نہیں ہوتا۔ تکلّف سے بچنا چاہیے۔ البتہ اگر بلا تکلّف ادا ہو جائے تو اچھی بات ہے۔ محدثین نے نبی علیہ السّلام کے اس کلام سے بھی اس مسئلہ کا استنباط کیا ہے۔

○ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ یہاں پر نبی علیہ السّلام نے تسبیح کو تحمید پر مقدم کیا۔ یعنی تسبیح کا ذکر پہلے اور تحمید کا ذکر بعد میں ہے۔ وجہ کیا ہے؟ اس لیے کہ تسبیح میں مذمومات سے تنزیہہ ہوتی ہے اور تحمید میں صفات سے اتصاف ہوتا ہے۔ جیسا کہ آپ پہلے کپڑے کو صابن لگا کر مٹی سے پاک کر دیتے ہیں اور پھر اس کے اوپر خوشبو لگاتے ہیں، بالکل اسی طرح تنزیہہ پہلے اور صفات سے اتصاف، اس کے بعد ہوتا ہے۔

ویسے بھی تسبیح میں نفی ہے اور تحمید میں اثبات۔ اور ہمارے کلمہ طیبہ میں بھی یہی ہے۔ لا الہ میں نفی اور الا اللہ میں اثبات۔ محدثین نے لکھا ہے کہ تسبیح کو پہلے اور تحمید کو بعد میں لانے میں راز یہ تھا کہ تسبیح میں تَخَلِّیْ عَنِ الرَّذَائِلِ (رذائل سے پاک ہونا) ہے اور تحمید میں تَخَلِّیْ بِالْفَضَائِلِ (فضائل کا حاصل

ہونا) ہے۔اس لیے جو انسان اپنے دل کو صاف کر لیتا ہے اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے اس کے دل کو نور سے بھر دیتے ہیں۔

اس مضمون کی روایتیں اور بھی حدیث کی کتب میں موجود ہیں۔

چنانچہ ایک حدیث پاک میں ہے۔

جَاءَ رَجُلٌ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ فقَال: یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ جِئْتُكَ تُعَلِّمُنِیْ عِلْمًا یُدْخِلُنِیَ الْجَنَّةَ وَ یُنَجِّیْنِیْ مِنَ النَّارِ۔فقَالَ:لَہُ النَّبِیَّ ﷺ : اَلَا اَدُلُّكَ عَلٰی کَلِمَتَیْنِ ثَقِیْلَتَیْنِ فِی الْمِیْزَانِ خَفِیْفَتَیْنِ عَلَی اللِّسَانِ تُرْضِیَانِ الرَّحْمٰنَ وَ تُسْخِطَانِ الشَّیْطٰنِ ،تَقُوْلُ: سُبْحَانَ اللّٰہِ وَ الْحَمْدُ لِلّٰہِ ، فَاِنَّھُمَا الْمُقَرِّبَتَانِ مِنَ الْجَنَّةِ وَ یُبْعِدَانِ مِنَ النَّارِ

’’ایک شخص نبی علیہ السّلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا: یارسول اللہ! میں آپ کے پاس اس لیے حاضر ہوا ہوں کہ آپ مجھے ایسا علم سکھا دیجیے کہ جس کے ذریعے سے میں جنت میں داخل ہو جاؤں اور جہنّم سے بچ جاؤں۔ نبی علیہ السّلام نے اس کو فرمایا: کیا میں تمہیں دو ایسے کلمے نہ سکھا دوں جو میزان میں بھاری، زبان پر لانے میں ہلکے، رحمان کو راضی کرنے والے اور شیطان کو غصہ دلانے والے ہیں۔(وہ کون سے ہیں؟) تم یوں کہو: سُبْحَانَ اللّٰہِ وَ الْحَمْدُ لِلّٰہِ یہ دونوں کلمے انسان کو جنت کے قریب کر دیتے ہیں اور جہنّم سے دور کر دیتے ہیں۔‘‘

☆ایک اور حدیث پاک میں نبی علیہ السّلام نے ارشاد فرمایا:

مَنْ قَالَ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ فِیْ یَوْمٍ مِأَةَ مَرَّةٍ حُطَّتْ خَطَایَاہُ وَ اِنْ کَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ

’’جس شخص نے ایک دن میں سو مرتبہ سبحان اللہ وبحمدہ کا ذکر کیا اسکے گناہ دھو دیے جاتے ہیں اگر چہ وہ گناہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہی کیوں نہ ہوں۔‘‘

عزیز طلبا! اگر وقت مل جائے تو سبحان اللہ وبحمدہ کی تسبیح سے روزانہ اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہ معاف کروالیا کریں۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:

سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم : اَیُّ الْکَلَامِ اَفْضَلُ ،قَالَ: مَااصْطَفَی اللّٰہُ لِلْمَلٰئِکَۃِ

’’نبی علیہ السّلام سے پوچھا گیا: کون سا کلمہ افضل ہے؟ نبی علیہ السّلام نے فرمایا: وہ کلام جو اللہ تعالیٰ نے اپنے فرشتوں کے لیے پسند کیا۔‘‘

اور فرشتوں کا کلام کیا ہے؟ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ

یہاں پر اللہ تعالیٰ کے اسم ’’عظیم ‘‘ کا تذکرہ کیا گیا۔ عظیم کا تذکرہ کرنے سے انسان کے دل میں اللہ تعالیٰ کی جلالتِ شان کا احساس پیدا ہوتا ہے اور دل پر ہیبت طاری ہو جاتی ہے۔

علما نے لکھا ہے: رحمٰن کے لفظ سے امید، اور عظیم کے لفظ سے دل میں خوف پیدا ہوتا ہے۔ یہ امید اور خوف، دونوں ایمان کے کامل ہونے کی دلیل ہوتے ہیں۔ لہٰذا اس حدیث سے دونوں باتوں کا ثبوت مل گیا۔ لہٰذا امام بخاریؒ رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کو کتاب کے آخر میں اس لیے لائے کہ وہ اللہ کی رحمت سے قبولیت کے امیدوار تھے اور اللہ کی عظمت سے اس کے رد ہونے پر خوف زدہ تھے۔

تین نصیحتیں:

عزیز طلبا! چونکہ یہ آپ کے بخاری شریف کے سبق کی آخری حدیث تھی اس لیے آج آپ سے مختصر انداز

میں تین باتیں کرنی ہیں تا کہ آپ کے لیے نصیحت، وصیت کے رنگ میں رہے۔

(۱) اشاعتِ علم:

پہلی بات تو یہ کہ جو آپ نے پڑھا، اس سے آپ پکے طالب علم ہو گئے۔ یہ نہیں کہ اب آپ عالم بن گئے۔ عالم بننے کے لیے تو زندگی لگانی پڑتی ہے۔ رسوخ فی العلم کرنے کے لیے تو زندگی لگانی پڑتی ہے۔ البتہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ اب آپ پکے طالب علم بن گئے ہیں کہ آپ نے آٹھ سال پڑھ کر اپنے طالب ہونے کی سند لے لی۔

☆ اب جب آپ پکے طالب علم بن گئے تو مدرسے سے آپ گھروں کو جائیں گے تو کون سا کام کریں گے؟ اسی علم کو آگے پھیلانے والا کام کریں گے۔ سنیے: نبی علیہ السّلام نے فرمایا:

اِنَّمَا بُعِثْتُ مُعَلِّمًا

''مجھے معلّم بنا کر بھیجا گیا ہے۔''

تو جو بندہ نبی علیہ السّلام کا وارث بننا چاہے گا وہ بھی وہی کام کرے گا جو نبی علیہ السّلام نے کیا۔ چنانچہ آپ بھی معلّم بننے کی کوشش کیجیے۔

بعض لوگ پوچھتے ہیں، جی! میرے والد فلاں جگہ بزنس کرتے ہیں کیا ہم بھی کر سکتے ہیں۔ بھئی! ہم نہ تو کام سے روکتے ہیں اور نہ ہی نوکری سے روکتے ہیں، بلکہ ہم تو علم کے ساتھ رشتہ جوڑے رکھنے کی بات کرتے ہیں۔ آپ فجر کی نماز کے بعد کسی مسجد میں تفسیر پڑھائیں، حدیث کا درس دیں یا طلبا کو پڑھائیں۔ کسی باقاعدہ ادارے میں نہیں تو انفرادی طور پر ہی کسی کو پڑھائیں۔ مقصد تو علم کے ساتھ رشتہ جوڑے رکھنا ہے۔ اگر آپ صبح کے وقت میں فارغ نہ ہوں تو شام کو پڑھا لیں۔ مگر تعلیم کا سلسلہ جاری

رہنا چاہیے۔ اگر یہ سلسلہ جاری رہے گا تو آپ کو نبی علیہ السّلام کی وراثت والی فضیلت حاصل رہے گی۔ پھر جو لوگ آپ سے دین سیکھیں گے ان کا ثواب آپ کو ملے گا۔ نبی علیہ السّلام نے ارشاد فرمایا:

يُجَاءُ بِعَمِلِ الرَّجُل فَيُوْضَعُ فِي كَفَّةِ الْمِيْزَانِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فيخف فَيُجَاءَ بِشَيْءٍ اَمْثَالُ الْغَمَامِ فَيُوْضَعُ فِيْ كَفَّةِ مِيْزَانِهٖ فَيَرْجَحُ فَيُقَالُ لَهٗ: اَتَدْرِيْ مَاهٰذَا؟ فَيَقُوْلُ: لَا، فَيُقَال لَهٗ: هٰذَا فَضْلُ الْعِلْمُ الَّذِيْ كُنْتَ تُعَلِّمُهُ النَّاسَ

قیامت کے دن ایک بندے کو لایا جائے گا، پھر اسے میزان کے ایک پلڑے میں رکھا جائے گا۔ اس کا نیکیوں کا پلڑا ہلکا ہوگا۔ ایک چیز بادل کی مانند آئے گی اور وہ اس کے نیکیوں کے پلڑے میں آجائے گی اور نیکیوں کا پلڑا بھاری ہو جائے گا۔ پھر اس سے کہا جائے گا: کیا تو جانتا ہے کہ یہ کیا ہے؟ وہ کہے گا: نہیں، (مجھے نہیں پتہ کہ کیا ہے؟) اس سے کہا جائے گا: یہ اس علم کا اجر ہے جو تو لوگوں کو دیا کرتا تھا (آج اس کی وجہ سے اللہ نے تیرے نیکیوں کے پلڑے کو بھاری کر دیا)

آپ ایک کو پڑھائیں گے تو وہ آگے سینکڑوں کو پڑھائے گا، پھر وہ آگے ہزاروں کو پڑھائیں گے۔ یوں سارے کا سارا اجر آپ کے نامہ اعمال میں لکھا جائے گا۔ کیونکہ

اَلدَّالُ عَلَى الْخَيْرِ كَفَاعِلِهٖ

اسی سے متعلّقہ ایک حدیث مبارکہ اور بھی ہے۔ نبی علیہ السّلام نے ارشاد فرمایا:

يَجِيْىءُ رَجُلٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيَرٰى عَمَلَهٗ مُحْتَقِرًا فَبَيْنَمَاهُوَ كَذٰلِكَ اِذْجَاءَهٗ مِثْلُ السَّحَابِ حَتّٰى يَقَعَ فِي مِيْزَانِهٖ، فَيُقَال : هٰذَا مَا كُنْتَ تُعَلِّمَ النَّاسَ مِنَ الْخَيْرِ فَوُرِثَ بَعْدَكَ فَأُجِرْتَ فِيْهِ

’’ایک آدمی کو قیامت کے دن لایا جائے گا۔وہ اپنے عملوں کو دیکھے گا تو وہ حقیر ہوں گے (یعنی نیکیاں تھوڑی ہوں گی)۔ابھی یہی معاملہ ہوگا کہ ایک بادل آئے گا اور اس کی نیکیوں کے پلڑے میں آجائے گا۔اس سے کہا جائے گا: یہ وہ ہے جو تو لوگوں کو بھلائی کی باتیں کرتا تھا......‘‘

دیکھا! بندے کی اپنی نیکیاں تو تھوڑی ہوں گی لیکن لوگوں کو جو خیر کی بات بتائی ہوگی، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس عمل کی وجہ سے اس بندے کی بھی مغفرت فرمادیں گے۔تو اس سے قیامت کے دن مغفرت بھی آسان ہو جائے گی۔

کثرتِ درود شریف کا فائدہ:

یہ بھی ذہن میں رکھیں کہ جو لوگ حدیث پاک کی تعلیم دیتے ہیں وہ نبی علیہ السّلام پر درود شریف بھی زیادہ پڑھتے ہیں۔انہیں

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ

کتنی بار پڑھنا پڑتا ہے۔تو درود شریف کی کثرت بھی وہی لوگ کرتے ہیں جو پڑھنے اور پڑھانے میں لگے رہتے ہیں۔اس درود شریف کی کثرت کی وجہ سے بندے کو نبی علیہ السّلام کے ساتھ ایک اور نسبت نصیب ہو جاتی ہے۔

مشکل گھڑی میں مدد کیسے پہنچی؟

اب ایک حدیث مبارکہ ذرا توجہ کے ساتھ سنیے۔اس کو ابن ابی الدنیا نے نقل کیا ہے اور عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے اسے روایت کیا ہے۔وہ فرماتے ہیں:

ان لا دم من اللّٰہ عزوجل موقفا فی فسح من العرش علیه ثوبان اخضران کانه

نخلة سحوق ،ینظر الی من ینطلق به من ولده الی الجنة، وینظر الی من ینطلق به من ولده الی النار، فبینما آدم علی ذالك اذنظر الی رجل من امة (محمد) ﷺ ینطلق به الی النار فینادی آدم : یا احمد یا احمد،فیقول: لبیك یا ابا البشر! فیقول: هذاالرجل من امتك منطلق به الی النار فاشد المئزروا هرع فی اثر الملئکة واقول: یا رسل ربی ! قفوا؛ فیقولون: نحن الغلاظ الشداد الذین لا تعصی امراللّٰه ما امرنا،و نفعل ما نومر، فاذا یدی النبی ﷺ قبض علی لحیته بیده الیسری واستقبل العرش بوجهه فیقول: یا رب! قد وعدتنی ان لا تخزینی فی امتی فیاتی النداء من عند العرش: اطیعو ا محمدا و ردواعن العبد الی المقام ،فاخرج من حجزتی بطاقة بیضاء کالانملة فالقیها فی کفة المیزان الیمنی ،وانا اقول: باسم اللّٰه، فترجع الحسنات علی السیئات،فینادی:سعد وسعد جده و ثقلت موازینه انطلقوابه الی الجنة فیقول: یا ملائکة :قفو احتی اسال العبد الکریم علی ربه فیقول بابی انت وامی ما احسن وجهك واحسن خلقك، من انت؟ فقد اقلت عثرتی رحمت عتبی فیقول: انا نبیك محمد ،وهذه صلاتك التی وافتك احوج ما تکون الیها

”قیامت کے دن حضرت آدمؑ کے لیے عرش کے پاس ایک جگہ ہوگی۔ حضرت آدمؑ نے دو سبز چادریں لپیٹی ہوئی ہوں گی (سبز رنگ کے کپڑے پہنے ہوئے ہوں گے)۔ حضرت آدمؑ کا اتنا اونچا قد ہوگا جتنا

کھجور کا لمبا درخت ہوتا ہے۔ جب ان کی اولاد میں سے کوئی بندہ جنت کے درجے چڑھے گا تو آدمؑ اس کو چڑھتا دیکھیں گے۔ اوران کی اولاد میں سے جو جہنّم کے اندر جائے گا، وہ (اونچے قد کی وجہ سے) اس کو بھی دیکھیں گے۔ حضرت آدمؑ اسی حال میں ہوں گے کہ حضرت آدمؑ امت محمدیہ میں سے ایک ایسے بندے کو دیکھیں گے جس کو جہنّم کی طرف لے جایا جارہا ہوگا۔ آدمؑ آواز دیں گے: یا احمد! یا احمد!۔ (آدم نبی علیہ السّلام کو پکاریں گے: یا احمد! یا احمد! جب نبیؑ کو آواز پڑے گی تو) نبی علیہ السّلام فرمائیں گے: اے بشر کے باپ! لبیک سعدیک۔ آدمؑ کہیں گے: یہ آپ کی امت کا ایک بندہ ہے۔ اس کو تو آگ کی طرف لے جایا جارہا ہے۔ (نبی علیہ السّلام فرماتے ہیں) میں اپنی تہبند کو کس کے باندھ لوں گا اور فرشتے اس بندے کو جس طرف لے کر جارہے ہوں گے، میں ان کے قدموں پر چلوں گا (پیچھے جاؤں گا) اور میں یہ کہوں گا: اے میرے پروردگار کے کارندو! رک جاؤ۔ وہ فرشتے آگے سے جواب دیں گے: ہم سخت گیر ہیں (شدت کرنے والے ہیں)، ہمیں اللہ تعالیٰ نے جو حکم دیا ہے ہم اس کی نافرمانی نہیں کرتے اور وہ کرتے ہیں جس کا ہمیں حکم دیا جاتا ہے۔ اس وقت نبی علیہ السّلام اپنے بائیں ہاتھ کو اپنی ریش مبارک پر رکھیں گے اور اپنا چہرہ مبارک عرش کی طرف کریں گے۔ فرمائیں گے: اے میرے پروردگار! آپ نے میرے ساتھ وعدہ نہیں کیا کہ میری امت کے معاملے میں آپ مجھے رسوا نہیں فرمائیں گے۔ پھر عرش سے ایک ندا آئے گی۔ محمد ﷺ کی بات مانو اور اس بندے کو اس کے مقام پر واپس لے جاؤ (جہاں میزان عدل قائم کیا گیا تھا، جب وہ بندہ میزان عدل کے پاس آجائے گا تو نبی علیہ السّلام فرماتے ہیں کہ) میں اپنی چادر کے پلے (ڈب) سے انگلی کے پور کے برابر کاغذ کا ایک ٹکڑا نکالوں گا۔ میں اس (ٹکڑے) کو میزان کے نیکی والے پلڑے میں ڈال دوں گا اور میں کہوں گا: بسم اللہ (اللہ کے نام سے)۔ اس بندے کی نیکیوں کا پلڑا گناہوں کے پلڑے سے جھک جائے گا۔ پس اعلان کر دیا جائے

گا: یہ شخص نیک بخت بن گیا اور اس کا پلڑا بھاری ہو گیا۔ اس کو جنت کی طرف لے جاؤ۔ وہ بندہ کہے گا: اے ملائکہ! رک جاؤ، حتی کہ میں اس کریم شخص سے معلوم کروں کہ یہ کون ہے؟ (جس نے کاغذ کا چھوٹا سا پرزہ میرے پلڑے کے اندر ڈالا)۔ پس وہ کہے گا: آپ پر میرے ماں باپ قربان! آپ کا چہرہ کتنا خوبصورت ہے! اور آپ کے اخلاق کتنے اچھے ہیں! آپ کون ہیں؟ آپ نے تو میرے گناہوں کو کم کر دیا اور میرے عذاب کو مجھ سے ہٹا دیا۔ نبی علیہ السّلام فرماتے ہیں: (میں یہ کہوں گا کہ) میں تمہارا نبی محمد ﷺ ہوں اور یہ وہ درود شریف ہے جو تو میرے اوپر پڑھتا تھا، اور اب یہ تجھے ایسے وقت میں پہنچ گیا ہے جب تو اس کا بڑا محتاج تھا۔''

قیامت کے دن اس درود شریف کی برکت سے اللہ رب العزت اس گناہگار کی مغفرت فرما دیں گے۔ اگر ہم بھی کثرت کے ساتھ درود شریف پڑھیں گے تو ہمارے نامہ اعمال میں بھی وہ بطاقہ آئے گا جو ہمارے گناہوں کو ہلکا کر دے گا اور ہماری نیکیوں کو وزنی کر دے گا۔

(۲) خدمتِ خلق:

دوسری بات یہ ہے کہ جب آپ امتحانوں کے بعد مدرسے سے فارغ ہوں گے تو آپ کو چاہیے کہ نیت یہ کریں کہ ہم نے جہاں بھی جا کر زندگی گزارنی ہے، ہم نے وہاں اللہ کے بندوں کی خدمت کرنی ہے۔ اس لیے کہ جو اللہ کے بندوں کی خدمت کرتا ہے، قیامت کے دن اس کو نبی علیہ السّلام کی شفاعت نصیب ہوگی۔ ذرا توجہ کے ساتھ حدیث مبارکہ سنیے!

ابو نعیم نے نقل کیا ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی علیہ السّلام نے ارشاد فرمایا:

مَنْ قَضٰى لِاَخِيْهِ حَاجَةً كُنْتُ وَاقِفًا عِنْدَ مِيْزَانِهٖ فَاِنْ رَجَحَ فِيْهَا وَ اِلَّا شَفَعْتُ لَهٗ

’’جس نے اپنے بھائی کے کسی کام کو پورا کر دیا میں اس کے میزان کے پاس کھڑا ہوں گا۔ اگر نیکی کا پلڑا بھاری ہو گیا تو بہت اچھا، اور اگر گناہ کا پلڑا بھاری ہو گیا (تو چونکہ اس نے اپنے بھائی کی حاجت کو پورا کیا ہو گا اس عمل کی وجہ سے) میں اس کی شفاعت کر دوں گا۔‘‘

دیکھیے! جب آپ اللہ کے بندوں کی خدمت کریں گے تو قیامت کے دن اللہ کے محبوب ﷺ کی شفاعت نصیب ہو گی۔ بھئی! دنیا داروں کو دیکھا۔ کہ وہ بھی اپنے اداروں کے باہر لکھوا دیتے ہیں:

Come to learn, Leave to serve.

’’سیکھنے کے لیے آؤ، خدمت کرنے کے لیے جاؤ۔‘‘

جب دنیاوی فنون سیکھنے والوں کا یہ ذہن بنایا جاتا ہے کہ تم دوسروں کی خدمت کرو تو پھر ہم دین پڑھنے والوں کو تو اس بات کا زیادہ خیال رکھنا چاہیے۔

(۳) فتنوں سے بچنے کی دعا:

تیسری بات یہ ہے کہ یہ فتنوں کا دور ہے۔ شہوات اور شبہات، دونوں طرح کے فتنے بہت عام ہیں۔ یہ وہی زمانہ ہے کہ جس کے بارے میں نبی علیہ السّلام نے فرمایا: ’’قرب قیامت میں ایک ایسا وقت آئے گا کہ صبح ایک آدمی اٹھے گا تو ایمان والا ہو گا اور شام کو سونے کے لیے بستر پر جائے گا تو ایمان سے خالی ہو چکا ہو گا۔ ایسے وقت میں ہمیں چاہیے کہ ہم رات کے آخری پہر میں نفل پڑھنے کی عادت بنائیں اور اس وقت اللہ رب العزت سے اپنے ایمان کی حفاظت کے لیے دعائیں مانگیں: اے ربِ کریم! ہمیں فتنوں سے محفوظ فرما لے۔ یہ انتہائی اہم ہے۔ جو مانگے گا اور اللہ تعالیٰ سے عاجزی اور زاری کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کی حفاظت بھی فرمائیں گے۔ انسان کے پھسلنے کا پتہ نہیں چلتا۔ اس لیے یہ کام کرتے بھی رہنا چاہیے اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے بھی رہنا چاہیے۔ دونوں کام ضروری ہیں۔ چنانچہ جو آدمی اللہ

رب العزت کے سامنے رات کے وقت میں روتا ہے، اس کا ایک ایک آنسو جہنّم کی آگ کو بجھا دینے کے لیے کافی ہے۔ جبرئیل علیہ السّلام فرماتے ہیں:

اِنَّا نَزِنُ اَعْمَالَ بَنِیْ آدَمَ کُلَّهَا اِلَّا الْبُکَاءَ فَاِنَّ اللّٰهَ یَطْفِی ءِ بِالدَّمْعَةِ الْوَاحِدَةِ بُحُوْرًا مِنْ نَّارِ جَهَنَّمَ

''ہم بنی آدم کے تمام اعمال کا وزن کریں گے، سوائے رونے کے، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ ایک آنسو کی وجہ سے جہنّم کی آگ کے سمندروں کو بجھا کے رکھ دیں گے۔''

بس! رونے کی عادت بنا لیں اور اللہ تعالیٰ سے مدد مانگیں۔ وہ اگر مدد کرے گا تو ہم ایمان کی حفاظت کے ساتھ دنیا سے رخصت ہوں گے۔

مجھے تو وہ واقعہ یاد آرہا ہے کہ بارش ہونے کے بعد باپ اور بیٹی سفر کر رہے تھے۔ آگے پھسلنے کی جگہ تھی۔ چنانچہ باپ نے بیٹی سے کہا: بیٹی! میرا ہاتھ مضبوطی سے پکڑ لے، کہیں پھسل نہ جانا۔ بیٹی کہنے لگی: ابو! میں آپ کا ہاتھ پکڑ بھی لوں گی، اگر میں پھسل بھی گئی تو جلدی ہاتھ چھوڑ بیٹھوں گی، آپ میرا ہاتھ پکڑ لیں، مجھے یقین ہے کہ آپ میرا ہاتھ کبھی نہیں چھوڑیں گے۔

اے اللہ! ہمارا معاملہ بھی وہی ہے، اگر ہم نے آپ کا دامن پکڑ بھی لیا تو ہم کمزور ہیں، چھوڑ بیٹھیں گے، ہم تو پھسل جائیں گے، شیطان اور نفس ہمارے پیچھے ہے۔ میرے مولیٰ! ہم اتنی فریاد کرتے ہیں کہ آپ اپنی رحمت کے ہاتھ سے ہمارا بازو پکڑا لیجیے، ہمیں یقین ہے کہ جب آپ بازو پکڑ لیتے ہیں تو پھر اسے چھوڑا نہیں کرتے۔

اللہ رب العزت کے حضور ہم یہ دعا کرتے ہیں کہ ہمارے گناہوں کو معاف فرمادے اور ہمیں موت کے

وقت ایمان کی حفاظت کے ساتھ اس دنیا سے جانے کی توفیق عطا فرما دے۔(آمین ثم آمین)

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ